Vol. 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

یوسف رضا گیلانی کی خود نوشت "چاہِ یوسف سے صدا" سیاسی تناظرات

Yousaf Raza Gillani's Autobiography "Chah-e-Yousaf say Sada": Political Perspectives.

[1]ڈاکٹر عرفان توحید ,[2]منزہ رشید ,[3]جاوید اقبال

Abstract:
"Former prime minister Yousaf Raza Gillani's autobiography "Chah-e-Yousaf say Sada" offers perspectives of Pakistan in logical ways. In autobiography, after describing the family background and education processes, the political circumstances during the reign of Zulfiqar Ali Bhuto to General Parvez Musharraf have been described in detail. Because this book was written in jail, the circumstances behind the bars are also vividly stated. At the end of the book, the worth practicing suggestions have also been included to eliminate the educational, political, social and economical problems of Pakistan."

Keywords: Autobiography, Social, Economic, Political, Perspectives, Pakistan.

کلیدی الفاظ: خود نوشت، سماجی، معاشی، سیاسی، تناظرات، پاکستان

سابق وزیراعظم پاکستان سیّد یوسف رضا گیلانی کی آپ بیتی "چاہِ یوسف سے صدا" نگارشات پبلشرز لاہور کے زیرِاہتمام ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی۔ دس ابواب میں منقسم، ۲۷۵ صفحات پر مشتمل یہ آپ بیتی سیاسی و سماجی حلقوں میں بہت جلد معروف ہوئی۔ آپ بیتی میں مصنف نے اپنے بچپن سے لے کر ۲۰۰۶ء تک کے مختلف حکومتوں کے ادوار کے سیاسی حالات کو تفصیلی انداز میں بیان کیا ہے۔ مصنف نے ایک سیاسی کارکن کے طور پر پاکستان کی عملی سیاست میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور ملکی سیاسی نشیب و فراز کو اپنی سرگزشت کا حصہ بنایا ہے۔

یوسف رضا گیلانی اپنی سیاسی داستان حیات میں سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ منجھے ہوئے مقرر بھی تھے۔ انھوں نے یونیورسٹی آف کیلی فورنیا اور آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ سے بالترتیب بی۔اے، ایم۔اے اور لندن سے بار ایٹ لاء کی ڈگریاں حاصل کیں۔ مصنف باب سوم کے آغاز میں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان جب کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے مغربی پاکستان سے اکثریت حاصل کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد اقتدار ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کر دیا گیا۔ وزارتِ عظمیٰ حاصل کرنے سے پہلے بھٹو اقوامِ متحدہ میں بطور رکن اور وفاقی وزیر برائے امورِ خارجہ بھی رہے اور ملکی سیاسی معاملات کے ساتھ عالمی سیاسی حالات و واقعات سے بھی مکمل طور پر آگاہ رہتے تھے۔

ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۶۷ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے نام سے نئی سیاسی جماعت قائم کی اور پہلی دفعہ عوام کو قوت کا سرچشمہ قرار دیا اور ملک میں سیاسی ترقی کے عمل کو تیز کر کے جمہوریت کی بنیاد رکھ دی۔ بھٹو نے اقتدار کے حصول کے بعد بلوچستان کو صوبے کا درجہ دیا، آزاد کشمیر کی خودمختاری کو تسلیم کیا، شمالی علاقہ جات میں اصلاحات کا نفاذ کیا، اتحاد عالم اسلام کا علم بلند کیا، اسلامک ورلڈ بنک کے قیام کے لیے اسلامی سربراہی کانفرنس کا اجلاس بلایا،

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور
پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، شعبہ اُردو، منہاج یونیورسٹی، لاہور
لیکچرار، شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

زرعی اصلاحات، غرباء کے لیے پانچ مرلہ سکیم، نیوکلیئر پروگرام کا آغاز، جنگی قیدیوں کی رہائی، بھارت سے پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ واگزار کروایا، اقوام متحدہ میں پرجوش خطاب سے مسلم دنیا کی آواز کو اقوام عالم تک پہنچایا، پورٹ قاسم، سٹیل مل، شاہراہ ریشم جیسے منصوبے اور ۱۹۷۳ء کے آئین کی منظوری جیسے قابلِ تحسین اقدامات کیے۔۱۹۷۷ء میں وزیراعظم کی طرف سے قبل از وقت ملک میں عام انتخابات کا اعلان کیا گیا۔ان دنوں اپوزیشن جماعتوں نے مل کر پاکستان قومی اتحاد قائم کیا۔حزب اختلاف نے انتخابات کے نتائج کو مسترد کر کے صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن میں حصہ نہ لینے کا اعلان کر دیا۔حکومتی جماعت کے خلاف ملک گیر احتجاجی تحریک کا آغاز ہوا۔حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مذاکرات شروع ہوئے لیکن حتمی معاہدے سے پہلے جنرل ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو ختم کر کے قومی اسمبلی تحلیل کر دی اور ملک میں مارشل لاء لگا دیا۔سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا گیا اور ۴/اپریل ۱۹۷۹ء کو انہیں پھانسی کی سزا دے دی گئی۔

جنرل ضیاء الحق نے کاروبار حکومت چلانے کے لیے پاکستان قومی اتحاد کی سیاسی جماعتوں کو ترجیح دی۔وفاقی کابینہ میں شمولیت کے لیے مسلم لیگ کو زیادہ اہمیت دی گئی۔پاکستان قومی اتحاد کی سیاسی جماعتیں اور جنرل ضیاء الحق ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ عرصہ نہ چل سکے جس کے باعث بہت سے حکومتی وزراء نے اپنی وزارتیں چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔مسلم لیگ کے محمد خان جونیجو نے سب سے پہلے اپنی وزارت کو خیر باد کہا۔۱۹۷۹ء میں جنرل ضیاء الحق نے بلدیاتی الیکشن کا اعلان کیا تو بلدیاتی انتخابات کی وجہ سے سیاسی میدان خوب گرم ہو گیا تھا۔

خودنوشت کے مصنف یوسف رضا گیلانی نے اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۹۷۸ء میں بطور رکن سنٹرل ورکنگ کمیٹی مسلم لیگ اپنی عملی سیاست کا باقاعدہ آغاز کیا۔آپ ۱۹۸۱ء میں رکن وفاقی کونسل اور ۱۹۸۳ء میں چیئرمین ضلع کونسل ملتان منتخب ہوئے۔انہوں نے بطور چیئرمین ضلع کونسل ملتان ایک سو کلو میٹر سڑکیں، ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ کو شیر شاہ اور مظفر آباد ہائی وے سے ملایا، سڑکوں، بجلی کی دستیابی، پلوں کی از سرے نو تعمیر و مرمت کی نئی سکیموں کے آغاز، ملتان سٹیڈیم کی تعمیر، زرعی اور انجینئرنگ کالج ملتان کے قیام جیسے سودمند منصوبہ جات کو حکومت وقت سے منظور کروایا۔۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق نے ملک میں صدارتی ریفرنڈم کروانے کا اعلان کیا تو مصنف نے ریفرنڈم میں ضیاء الحق کا بھرپور ساتھ دیا۔

۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات کا اعلان کیا گیا تو مصنف نے لودھراں سے قومی اسمبلی کی نشست پر انتخاب کے لیے حصہ لینے کا ارادہ کیا۔ مصنف نے اپنی انتخابی مہم کے دوران پیشین گوئی کی کہ انتخابات کے بعد ملک کے وزیراعظم محمد خان جونیجو، وزیراعلیٰ پنجاب نواز شریف اور وہ خود وفاقی وزیر ریلوے ہوں گے۔انتخابات کے بعد مصنف کی یہ پیشین گوئی بالکل درست ثابت ہوئی جو کہ ان کی سیاسی طور پر بالغ نظری کی ایک اہم مثال ہے۔صدر ضیاء الحق نے منتخب اراکین قومی اسمبلی کو وزیراعظم کے چناؤ کے لیے ایوانِ صدر طلب کیا اور تقریر میں کہا کہ انہوں نے محمد خان جونیجو کا انتخاب وزیراعظم کے طور پر کر لیا ہے۔اس انتخاب کی بنیادی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ محمد خان جونیجو دیانت دار شخص ہیں۔مصنف آپ بیتی میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”محمد خان جونیجو مدبر، منتظم، کم گو، خوش پوش اور پر اعتماد وزیراعظم تھے۔انہوں نے اپنی کابینہ کے دو وفاقی وزراء کو بدعنوانی کی بنیاد پر سبکدوش کیا اور ایک گورنر سے محض اس بنیاد پر استعفیٰ طلب کیا کہ ان کا بیٹا منشیات کے مقدمے میں ملوث تھا۔“(۱)

محمد خان جونیجو چونکہ غیر جماعتی بنیادوں پر وزیراعظم منتخب ہوئے تھے، اس لیے انہوں نے وزارتِ عظمیٰ کا حلف اُٹھانے کے بعد ایوانوں سے خطاب میں کہا کہ جمہوریت اور مارشل لاء کبھی اکٹھے نہیں چل سکتے۔انہوں نے فوراً سیاسی پارٹی کی تنظیم سازی کا فیصلہ کیا۔صدر ضیاء چاہتے تھے کہ حکومت ایوان میں پارلیمانی کمیٹیوں کو مضبوط بنا کر ایوان کو چلائے اور نئی سیاسی جماعتیں نہ بنائی جائیں۔مصنف نے اس حوالے سے صدر کا پیغام وزیراعظم تک پہنچا دیا لیکن وزیراعظم محمد خان جونیجو کا کہنا تھا کہ پارلیمانی نظام حکومت میں سیاسی جماعتوں کا شامل ہونا ناگزیر ہے۔سیاسی جماعتوں کے بغیر جمہوریت کے ثمرات

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

عوام تک نہیں پہنچ پائیں گے۔کچھ عرصہ بعد وزیراعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کے لیے وزیراعظم ہاؤس میں پارلیمانی پارٹی کا اجلاس طلب کیا، جس میں صدر ضیاء نے کہا کہ وزیراعظم کی خواہش پر انہیں غیر جماعتی ایوان کو جماعتی بنانا پڑ رہا ہے۔

وزیراعظم محمد خان جونیجو اور پیر پگاڑو کی نوازشریف کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی بہت کم تھی، اوپر سے صدر ضیاء کو ان سے یہ شکایت تھی کہ وزیراعلیٰ پنجاب نواز شریف یہی سمجھتے تھے کہ وہ پنجاب میں وزیراعلیٰ اس وجہ سے ہیں کہ ان کو اراکین صوبائی اسمبلی کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔صدر ضیاء میاں نواز شریف پر یہ حقیقت واضح کرنا چاہتے تھے کہ وہ ارکان صوبائی اسمبلی کی اکثریت کی وجہ سے وزیراعلیٰ پنجاب نہیں ہیں بلکہ وہ وفاقی حکومت کی حمایت کی بدولت وزیراعلیٰ پنجاب کے عہدے پر براجمان ہیں۔

سالانہ بجٹ ۱۹۸۶ء جب قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تو اراکین اسمبلی نے بجٹ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔وزیراعظم نے بجٹ میں ترامیم کرنے کا وعدہ کیا۔کچھ دنوں بعد قومی اسمبلی میں ترمیمی بجٹ پیش ہوا تو وزیراعظم نے بجٹ تقریر میں بیوروکریٹس اور جرنیلوں کے لیے سخت الفاظ میں کہا کہ وہ جرنیلوں اور بیوروکریٹس کو بڑی گاڑیوں کی بجائے سوزوکی ہزار سی سی، وفاقی وزراء کے لیے تیرہ سو سی سی، صدر اور وزیراعظم کے لیے سولہ سو سی سی گاڑیوں کا انتظام کرنے کا اعلان کیا۔وزیراعظم کی یہ بات سول اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ پر گراں گزری تھی۔

مصنف آپ بیتی میں سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی صاحبزادی بے نظیر بھٹو کا تفصیلی ذکر کرتے ہیں کہ وہ ۱۰/اپریل ۱۹۸۶ء کو جلاوطنی کے بعد واپس پاکستان تشریف لائیں تو وطن پہنچنے پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ان کی آمد سے حکومتی ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔مسئلہ افغانستان پر جب گول میز کانفرنس کا انعقاد اسلام آباد میں ہوا تو اس میں بے نظیر بھٹو نے بھی بطور خاص شرکت کی۔اس کانفرنس میں ان کی شمولیت حکومت پر گراں گزری۔ کانفرنس کے انعقاد کے بعد پاکستانی سیاست میں ہلچل کا آغاز ہوا, صدر اور وزیراعظم کے درمیان دوریاں تیزی سے بڑھنے لگیں۔

خودنوشت میں مصنف تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دوست کی تجویز پر پاکستان پیپلز پارٹی میں باقاعدہ شمولیت اختیار کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا کیوں کہ مسلم لیگ کی سربراہ قیادت سے آپ دلبرداشتہ ہو چکے تھے۔ان دنوں پیپلز پارٹی، ایم۔آر۔ڈی کا حصہ تھی۔اگر بے نظیر بھٹو حکومتی وزیر یوسف رضا گیلانی سے ملاقات کر لیتی تو پیپلز پارٹی کی طرف سے ایم۔آر۔ڈی پر اس کا برا اثر پڑتا تھا اس لیے بالآخر یوسف رضا گیلانی نے بے نظیر سے ملاقات کرنے سے پہلے اپنا استعفا لکھ کر جمع کروادیا اور بعد میں آپ نے باقاعدہ طور پر پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔

صدر جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۸ء میں قومی اسمبلی کو تحلیل کر کے جونیجو حکومت کو برطرف کر دیا اور غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروانے کا اعلان کر دیا۔صدر ضیاء کے حکومت کو برطرف کر دینے کے بعد ۱۷/اگست ۱۹۸۸ء کے دن صدر ضیاء الحق کا طیارہ بہاولپور میں گر کر تباہ ہو گیا۔طیارے میں موجود تمام لوگ لقمہ اجل بن گئے۔چیئرمین سینٹ غلام اسحاق خان قائم مقام صدر بن گئے اور انھوں نے عدالتی حکم کے مطابق عام انتخابات جماعتی بنیادوں پر کروائے دیئے تھے۔

مصنف کی عام انتخابات میں کامیابی کے بعد بے نظیر بھٹو سے کراچی میں ملاقات ہوئی،اس میں اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ نواز شریف کو الیکشن میں شکست دینے پر بے نظیر بھٹو نے آپ کو مبارک دی اور اس دوران انہوں نے پیپلز پارٹی کے اراکین قومی اسمبلی سے پوچھا کہ آپ میں سے کوئی ہے جو تین اراکین قومی اسمبلی کو پیپلز پارٹی میں شامل کروا دے تاکہ حکومت بنائی جا سکے۔اس دوران سب خاموش رہے لیکن مصنف نے ایک وزارت کے بدلے تین ارکان کو اپنے ساتھ ملا لینے کی تجویز دی جسے فوراً قبول کر لیا گیا۔ان دنوں صدر کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ وزیراعظم کو نامزد کر سکتا تھا۔ صدرغلام اسحاق خان نے بے نظیر بھٹو کو وزیراعظم نامزد کیا، انہوں نے اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا اور دنیا کی پہلی مسلمان خاتون وزیراعظم منتخب ہو گئیں۔

وفاقی کابینہ کی تشکیل سے پہلے وزیراعظم بے نظیر نے مصنف کو اپنی کابینہ میں وفاقی وزیر نہ بنائے جانے سے آگاہ کر دیا تھا۔مصنف کو حکومت کی

Vol. 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

طرف سے اردن جانے والے وفد میں شامل کر لیا گیااور آپ کو اردن کے دارالحکومت عمان اور اسلام آباد کو جڑواں شہر قرار دیئے جانے کی ایک تقریب میں شمولیت کے لیے بھجوادیا گیا۔مصنف نے وہاں حضرت یحیٰی علیہ السلام اور حضرت بی بی زینبؓ کے روضہ مبارک پر حاضری دی۔اردن کے دورہ کے بعد آپ سعودی عرب سے عمرہ کی سعادت حاصل کر کے وطن واپس آئے تو آپ کو بطور وفاقی وزیر برائے سیاحت وزیراعظم کی کابینہ میں شامل کر لیا گیا۔آپ نے بطور وفاقی وزیر سیاحت جن اہم امور کو انجام دیا ان میں نئی ٹورازم پالیسی کا اجراء، سیاحت کو صنعت کا درجہ دلوایا گیا، سیاحتی شہروں کو ٹیکس فری زون بنایا، ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز کا قیام، اوپن سکائی پالیسی، سکائنگ ریزورٹ کا قیام، ملتان سے حج فلائٹس کا آغاز، انٹرنیشنل ٹورازم کنونشن کا انعقاد اور شاہی قلعہ میں لائیٹ اینڈ ساؤنڈ شو کا مظاہرہ اہم ہیں۔

آپ بیتی میں مصنف نے پاکستان کی سیاسی صورت حال کو حقائق کے ساتھ موثرانداز میں پیش کیا ہے۔مصنف نے لاہور میں انٹرنیشنل ٹورازم کنونشن کا انعقاد کروایا تو افتتاحی تقریب میں وزیراعلیٰ نواز شریف اور اختتامی تقریب میں وزیراعظم کو مہمان خصوصی بنایا۔دونوں راہنماؤں نے تقاریب میں موثر تقاریر کیں۔وزیراعظم اس بات پر خوش تھیں کہ پیپلز پارٹی میں کم از کم ایک وزیرایسا ہے جو ایم۔آر۔ڈی سے سیاسی تعلقات کو بہتر بنانے میں مدد دے سکتا ہے اور ان سے براہِ راست بات کر سکتا ہے۔

وزیراعظم بے نظیر نے ۱۹۸۹ء میں جب امریکہ کا کامیاب دورہ کیاتو ان دنوں انقلاب ایران کے بانی امام خمینی کا انتقال ہو گیا ، ان کی نماز جنازہ میں شامل ہونے کے لیے وفاقی حکومت کی طرف سے یوسف رضا گیلانی نے نمائندگی کی جب کہ خصوصی طیارے میں صدرپاکستان کے علاوہ دیگر اہم سیاسی شخصیات بھی شامل تھیں۔بھارت کے وزیراعظم راجیو گاندھی نے جب ۱۹۸۹ء میں پاکستان کا دورہ کیا تھاتو اس دورے کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں دوسرے معاہدات کے ساتھ ایٹمی تنصیبات پر حملہ نہ کرنے کا باہمی معاہدہ بھی طے پا گیا تھا۔

وزیراعظم کے خلاف جب قومی اسمبلی میں عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی تو یوسف رضا گیلانی کو خصوصی طیارے کے ذریعے ملتان سے اسلام آباد بلوایا گیا۔مصنف اور ان کے ساتھی اراکین قومی اسمبلی نے تحریک عدم اعتماد کو ناکام بنانے کے لیے عملی مساعی کی تو بالآخر وزیراعظم کے خلاف اس تحریک کو ناکام بنا دیا گیا۔تحریک کو ناکام بنانے والے اراکین کو بعد میں وفاقی وزارتوں سے نوازا گیا، ان میں غلام محمد مانیکا کو وفاقی وزیر برائے افرادی قوت و سمندر پار پاکستانی اور مخدوم احمد عالم کو اسی محکمہ کا وزیر مملکت بنایا گیا جب کہ رئیس شبیر نے وزارت لینے سے انکار کر دیا تھا۔کچھ عرصہ بعد صدر غلام اسحاق خان نے بے نظیر بھٹو کی حکومت کو برطرف اور اسمبلی کو تحلیل کر دیااور قائد حزب اختلاف جتوئی کو نگران وزیراعظم بنا کر عام انتخابات کا اعلان کر دیا گیا۔

اسلامی جمہوری اتحاد ۱۹۹۰ء کے عام انتخابات جیت گیا اور میاں محمد نواز شریف پاکستان کے وزیراعظم منتخب ہوئے۔پیپلز پارٹی کی پارلیمانی پارٹی نے سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو قائد حزب اختلاف اور فاروق احمد خان لغاری کو ڈپٹی قائد حزب اختلاف منتخب کر لیا۔مصنف میاں محمد نواز شریف کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”میاں صاحب طبعاً ایک شریف انسان ہیں۔کم گو، خوش لباس اور دوستوں کے دوست ہیں۔نواز شریف پہلی مرتبہ ۱۹۸۵ء کے عام انتخابات میں قومی و صوبائی اسمبلی کی نشستوں سے بیک وقت منتخب ہوئے۔“(۴)

۱۹۹۳ء میں صدر غلام اسحاق خان نے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو برطرف کر کے اسمبلی کو تحلیل کر دیا۔حکومت کی برطرفی کے بعد میر بلخ شیر مزاری کو نگران وزیراعظم بنا دیا گیا اور یوسف رضا گیلانی، فاروق لغاری، آصف زرداری، آفتاب شیرپاؤ اور اعتزاز احسن کو وفاقی کابینہ کا حصہ بنایا گیا تھا۔کچھ عرصہ بعد سپریم کورٹ نے میاں محمد نواز شریف کی حکومت دوبارہ بحال کر دی لیکن غلام اسحاق خان اور نواز شریف میں تلخیاں بڑھنے سے بعدازاں دونوں کو استعفےٰ دینے پڑے۔ملک میں عام انتخابات کروانے کی غرض سے معین قریشی کو وزیراعظم اور چیئرمین سینٹ وسیم سجاد کو قائم مقام صدر بنایا گیا۔جنھوں نے ۱۹۹۳ء میں عام انتخابات کا انعقاد کروایا۔

Vol. 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کی کامیابی پر مصنف کو سپیکر قومی اسمبلی کے انتخاب کے لیے چنا گیا۔ اس انتخاب کے لیے مصنف کا مقابلہ گوہر ایوب خان سے تھا۔ قومی اسمبلی میں رائے شماری کے بعد یوسف رضا گیلانی کو ایک سو چھ جبکہ گوہر ایوب خان کو نوے ووٹ مل سکے۔ اس طرح مصنف کو قومی اسمبلی کا سپیکر منتخب کر لیا گیا۔ کچھ روز کے بعد وزیراعظم کے عہدے کے لیے انتخاب ہوا تو بے نظیر بھٹو کو بطور وزیراعظم اور بعد میں صدر مملکت کے عہدے پر فاروق احمد لغاری بھاری اکثریت سے منتخب ہوئے۔

صدر فاروق احمد لغاری نے ۱۹۹۶ء میں حکومت کی بدعنوانی کے متعلق ایک ریفرنس چیئرمین سینٹ اور سپیکر قومی اسمبلی کو بھجوا دیا۔ یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی میں حکومت کے خلاف ریفرنس پڑھ کر سنایا اور اس مسئلے پر خصوصی کمیٹی قائم کر دی، جس میں سیاسی جماعتوں کے سربراہان کو شامل کیا گیا تھا۔ قائد حزب اختلاف نے قومی اسمبلی میں احتساب بل پیش کیا، جس میں احتساب کو شفاف بنانے کے لیے کوئی سربراہ جج یا سابق جج کی خدمات لینے اور احتساب سیل کے سربراہ کے لیے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے متفق ہونے کی شرط لگائی تھی۔ صدر لغاری نے بالآخر ۴ نومبر ۱۹۹۶ء کو منتخب حکومت کو بدعنوانی کے الزامات پر برطرف کر دیا تو وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو حراست میں لے لیا گیا۔ باب ہفتم میں مصنف وزیراعظم بے نظیر کے دورِ حکومت میں مثبت تبدیلیوں کے بارے میں مفصل انداز میں اپنا تجزیہ پیش کرتے ہیں:

> ”بے نظیر نے اپنے والد کی طرح ہمیشہ اپنی سیاست کو عوامی رکھا اور اسی طاقت کے بل بوتے پر دو مرتبہ انتخابات جیت کر وزارتِ عظمٰی پر فائز ہوئیں۔ انہیں پہلی مسلمان خاتون وزیراعظم بننے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ بے نظیر بھٹو نے اپنے دورِاقتدار میں سیاست کو نیا رُخ دیا۔“(۳)

بے نظیر نے اپنے ادوار حکومت میں جن سیاسی و سماجی عوامل پر خصوصی توجہ دی، ان میں اہم نج کاری اور ڈی ریگولیشن پالیسیاں، اڑتالیس ہزار نئے سکولوں کی تعمیر، خواتین ججوں کا تقرر، خواتین کے لیے الگ تھانے اور بینکوں کا قیام، مزدوروں اور طلبہ یونینز کی بحالی، سزائے موت کے قیدیوں کی سزاؤں کو عمر قید میں تبدیل کیا، میزائیل ٹیکنالوجی کی فراہمی، آزادانہ تجارت کا فروغ، دولت مشترکہ کی دوبارہ رکنیت اور بھارت سے ایٹمی تنصیبات پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ شامل ہیں۔

میاں محمد نواز شریف کو ۱۹۹۷ء کے عام انتخابات میں جب کامیابی ملی تو انھوں نے آئین میں پندرہویں آئینی ترمیم کروانے کا ارادہ کیا لیکن جنرل پرویز مشرف نے ۱۲/اکتوبر ۱۹۹۹ء کو منتخب حکومت کو برطرف کر دیا اور خود چیف ایگزیکٹو بن کر ملک کی باگ دوڑ سنبھال لی۔ نواز شریف کے دوسرے دورِ حکومت پر مصنف اپنے تجزیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ وہ اپنی حلیف جماعتوں کو ساتھ لے کر نہ چل سکے، پیلی ٹیکسی سکیم کے معاملات، کوآپریٹو سکینڈل، فارن کرنسی اکاؤنٹس کو منجمد کروانا، اپنے چھوٹے بھائی کو وزیراعلیٰ پنجاب بنانا، عدم برداشت، آرمی اسٹیبلشمنٹ سے ناروا سلوک اور صرف پنجاب کا نعرہ لگانا ایسے عوامل تھے جن کی وجہ سے انہیں دوسری مرتبہ حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے۔ مصنف اپنی خودنوشت میں تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ”۱۹۹۷ء کے عام انتخابات میں عمران خان، نواز شریف کے بھاری مینڈیٹ کا فائدہ اُٹھا سکتے تھے کیونکہ انتخابات سے قبل میاں صاحب نے انہیں قومی و صوبائی اسمبلی کی کچھ نشستیں دینے کے لیے رضامندی ظاہر کی تھی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اگر وہ یہ پیشکش مان لیتے تو جب میاں صاحب کی حکومت کو برطرف کیا گیا اور بے نظیر بھٹو بھی ملک سے باہر تھیں تو وہ ملک میں متبادل قیادت کے طور پر ابھر سکتے تھے اور پاکستان کی سیاست میں اہم کردار ادا کر سکتے تھے مگر وہ اس کا فائدہ نہ اُٹھا سکے۔“(۴)

کارگل جنگ کے بعد نواز شریف اور آرمی چیف کے درمیان دوریاں پیدا ہو گئیں تب نوازشریف نے جنرل مشرف کو برطرف کر کے جنرل ضیاء

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

الدین بٹ کو آرمی چیف بنا دیا۔ یہ فیصلہ آرمی کے لیے ناقابل قبول تھا، انہوں نے فوراً حکومت کو برطرف کرکے اسمبلی معطل کر دی اور نواز شریف پر طیارہ سازش کیس میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ کچھ عرصہ بعد صدر رفیق تارڑ کو ہٹا کر، خود جنرل مشرف صدر پاکستان کی کرسی پر براجمان ہوئے۔۲۰۰۱ء میں ملک میں ریفرنڈم کروایا گیا۔ ۲۰۰۲ء میں بلدیاتی الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر کروائے گئے۔ عام انتخابات کے بعد میر ظفر اللہ جمالی کو وزیراعظم بنایا گیا۔ اس دوران سترہویں آئینی ترمیم کر کے ایوان کی طاقت کو کم کر دیا گیا تھا۔

پیپلز پارٹی کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی نے فروری ۲۰۰۱ء میں بے نظیر بھٹو کی وطن واپسی پر ان کا پرتپاک استقبال کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ دوسری طرف ۱۰ فروری ۲۰۰۱ء کو یوسف رضا گیلانی نے دی نیوز اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ بے نظیر بھٹو کی وطن واپسی سے ہی سیاسی خلا کو پُر کیا جا سکتا ہے۔ اس انٹرویو کے ردعمل میں یوسف رضا گیلانی کو لاہور کی رہائش گاہ سے پولیس نے گرفتار کر کے چمبہ ہاؤس نیب کے تھانے پہنچا دیا۔ نوے دن کے جسمانی ریمانڈ کے بعد آپ کو اڈیالہ جیل راولپنڈی پہنچا دیا گیا۔ پہلے نیب ریفرنس میں ان پر عائد الزامات میں ٹیلی فون کا غلط استعمال، گاڑیوں کی خریداری، مرمت اور کیمپ آفس کا غلط استعمال جب کہ دوسرے نیب ریفرنس میں قومی اسمبلی میں ملازمتیں دینے کا الزام شامل تھا۔

نیب آرڈیننس کے تحت احتساب عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ عدالتیں نیب کے قانون کے مطابق ملزمان کے خلاف مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔ نیب اکثر ملزمان کو نوے دن کے لیے جسمانی ریمانڈ پر اپنی حراست میں رکھ کر تفتیش کرتا ہے۔ یوسف رضا گیلانی کے خلاف پہلے ریفرنس کا فیصلہ ۸ جون ۲۰۰۲ء کو سنایا گیا جس میں پانچ سال قید اور دس لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی تھی۔ کچھ عرصہ بعد مصنف کی ہائی کورٹ نے ضمانت منظور کر لی۔ ضمانت مل جانے کے بعد بھی آپ حکومتی خواہش کے برعکس سیاسی میدان میں بہت سرگرم دکھائی دیے۔ یوسف رضا گیلانی کو بعد میں احتساب عدالت نمبرا میں نیب کیس کا فیصلہ سننے کے لیے بلایا گیا۔ احتساب عدالت کے جج ملک منظور حسین نے فیصلہ سناتے ہوئے دس سال قید کے ساتھ دس کروڑ روپے جرمانے کی سزا اور جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں مزید پانچ سال قید کی سزا دیے جانے کے احکامات صادر کیے تھے۔

آپ بیتی کے باب آخر میں یوسف رضا گیلانی نے چند تجاویز اور تجزیات پیش کیے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر موجودہ ملکی سیاسی صورت حال کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ قائداعظم کی خواہشات کے مطابق پاکستان میں جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا گیا۔ آمریت پسند عناصر نے اپنے مفادات کے حصول کی خاطر قومی مفادات کو بالائے طاق رکھا۔ محب وطن سیاست دان حکومت اور حزب اختلاف کی جماعتوں میں رہ کر ملک و قوم کی بہتر تعمیر و ترقی میں بخوبی کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ملک میں آزاد عدلیہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ملک میں آبی ذخائر اور ڈیموں کی تعمیر مجموعی ترقی کے لیے ناگزیر ہے، اس لیے مزید تاخیر کے بغیر نئے ڈیموں کی تعمیر کا آغاز کیا جانا چاہیے۔ پاکستان کے اہم مسائل کے بارے میں یوسف رضا گیلانی بیان کرتے ہیں:

> "میرا تجزیہ ہے کہ نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے بعد آئندہ جنگیں پانی کے حصول پر ہوں گی۔ اس کے بعد اگر کوئی سنجیدہ ترین مسئلہ ہے تو وہ آبادی میں اضافے کی رفتار ہے جس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ہمارے ملک میں اقتصادی حالات غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں جس سے ہمارا ملک اقتصادی لحاظ سے تنزل پذیر ہے۔"(۵)

آپ بیتی میں مصنف کا کہنا ہے کہ ملک کی حقیقی ترقی اور خوش حالی کے لیے انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ہر شعبہ ہائے زندگی میں استعمال از حد ضروری ہے۔ زرعی ملک ہونے کی وجہ سے پاکستان کے ستر فیصد عوام کا پیشہ زراعت ہے۔ زراعت میں جدید ٹیکنالوجی اور کوآپریٹو فارمنگ کی بدولت پاکستان میں زرعی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔ پاک فوج دنیا کی بہترین افواج میں شمار کی جاتی ہے لیکن شومئ قسمت کہ کچھ آمروں کے انفرادی کردار نے فوج جیسے نظم و ضبط کے حامل ادارے کو بھی متنازعہ بنانے کی کوششیں کیں ہیں۔ فوج کے ادارے کو مزید مستحکم اور مضبوط بنانے کے لیے آپ بیتی میں مصنف رقم طراز ہیں:

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"فوج کو مضبوط اور عالمی معیار کے مطابق بنانے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کی فراہمی بہترین اقدام ہو گا۔ خصوصاً فضائی اور بحری شعبے میں ہماری افواج کے پاس جدید سہولیات کی کمی ہے جس پر توجہ دینا از حد ضروری ہے۔بجٹ میں بہت بڑا حصہ اس ادارے کے لیے مختص کیا جاتا ہے مگر اس کا آڈٹ نہ ہونا شکوک و شبہات کو جنم دیتا ہے۔اس کا بجٹ باقاعدگی سے قومی اسمبلی میں پیش ہونا چاہیے۔"(۶)

مصنف کا کہنا ہے کہ آئین پاکستان میں دو ایوانی مقننہ قومی اسمبلی اور سینٹ کو اس لیے بنایا گیا تھا تاکہ کوئی غیر آئینی ترمیم نہ کی جا سکے اور چھوٹے صوبوں میں احساس محرومی پیدا نہ ہونے پائے لیکن پاکستان کی سیاسی تاریخ گواہ ہے کہ آئین میں سترہویں ترمیم سیاسی دباؤ کی بنیاد پر منظور کروائی گئی تھی۔ملک میں انتخابات کا انعقاد اگر آزادانہ اور شفاف ہوگا تو عوام کے مطالبات کو حکومت کے سامنے لانے کے قابل ہوں گے۔آپ بیتی کے آغاز میں مصنف اپنی داستان حیات "چاہِ یوسف سے صدا" کو تحریر کرنے کے مقصد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس کتاب کا اصل مقصد عہد حاضر کی سیاست کے پنہاں گوشوں اور ایوان اقتدار کی راہداریوں کی سرگوشیوں کو خاموش اکثریت کی سماعتوں تک پہنچانا ہے اگرچہ اس میں عوام کے حقوق اور ملک و قوم کی فلاح و بہبود کے لیے کی گئی میری مقدور بھر جدوجہد اور کاوشوں کی ایک جھلک بھی نظر آئے گی۔"(۷)

یوسف رضا گیلانی نے آپ بیتی میں پاکستان کی سیاسی صورت حال کو مثالی انداز میں پیش کیا ہے۔آپ بیتی میں خاندانی پس منظر کے بعد تعلیمی مراحل کو بیان کیا ہے۔جنرل ضیاء الحق، محمد خان جونیجو، محترمہ بے نظیر بھٹو، میاں محمد نواز شریف کے ادوار حکومت اور جنرل مشرف کے عہد حکمرانی کے تناظر میں مصنف نے سیاسی حالات کو تفصیلی انداز میں پیش کیا ہے۔یوسف رضا گیلانی نے جیل کی قید میں اپنے مشکل وقت کو آپ بیتی لکھنے میں صرف کیا۔(۸) ڈاکٹر پرویز پروازی آپ بیتی "چاہِ یوسف سے صدا" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ خودنوشت ایک نیک طینت نوجوان سیاست دان کی زندگی کی داستان ہے جس کا تعلق ایک مضبوط سیاسی خانوادے سے ہے۔"(۹)

دورانِ اسیری مصنف کو مختلف جیلوں میں رکھا جاتا رہا اس لیے انہوں نے جیلوں کی ابتر حالت کو بہتر بنانے کی چند قابل عمل تجاویز کو بھی آپ بیتی کا حصہ بنایا ہے۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے جیل خانہ جات میں قید مختلف جرائم کے قیدیوں کی موجودہ صورت حال کو سنوارا جاسکتا ہے۔ پاکستانی جیلوں میں سہولیات کی دستیابی اور بہتر تربیت سے قیدیوں کو معاشرے کا کارآمد شہری بنایا جاسکتا ہے۔

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

حوالہ جات

۱۔ یوسف رضا گیلانی، چاہِ یوسف سے صدا، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۶ء، ص:۸۴

۲۔ ایضاً، ص: ۱۳۸

۳۔ ایضاً، ص: ۱۹۷

۴۔ ایضاً، ص: ۲۰۷

۵۔ ایضاً، ص: ۲۶۱-۲۶۰

۶۔ ایضاً، ص: ۲۶۲

۷۔ ایضاً، ص: ۹

۸۔ پرویز پروازی، ڈاکٹر، پس نوشت سوم، لاہور: نیا زمانہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص:۲۳

۹۔ ایضاً، ص: ۲۶